ہندومت میں عقیدۂ تناسخِ ارواح کا ناقدانہ جائزہ

The Doctrine of Reincarnation in Hinduism: A Critical Review

سعید الرحمٰن[i] محمد فیاض[ii]

Abstract

Reincarnation (sometimes also known as transgression of soul) is a belief of second or new birth in Hinduism. It means that after somebody's death their spirit or soul returns to life in another body i.e re-birth, reappearance or embodiment of a person in a new form especially into one of the five classes of living beings (god, human, animal, hungry ghost or denizen of Hell) etc depending on the person's own actions or Karma. It can be roughly referred to as the creed of hereafter or afterlife in Hinduism; the complex, complicated and philosophical religion. This article presents critical review of the Hindu doctrine of Reincarnation. A comparison of Reincarnation with Islamic thoughts is also discussed.

ہر مذہب (چاہے وہ الہامی ہو یا غیر الہامی) میں انسان کی تخلیق، مقصدِ حیات اور موت کے متعلق مختلف نظریات پائے جاتے ہیں۔ حیات بعد الموت کے متعلق ہندومت میں بھی فکری سرمایہ موجود ہے جس کے لیے وہ اپنے مذہبی لٹریچر میں آواگون اور سمسارہ کے اصطلاحی ہندی الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ زیرِ نظر مضمون میں ہندوؤں کے اسی عقیدۂ تناسخ کا ناقدانہ جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

تناسخ کا مفہوم

تناسخ نسخ سے ماخوذ ہے جس کے ایک معنی نقلِ مکانی کے آتے ہیں[1]۔ ہندو عقیدہ کے مطابق اس سے مراد روح کا موت کے بعد کرما یعنی اچھائیوں اور برائیوں کی بنیاد پر بار بار جنم لینا (مسلسل

---

i سعید الرحمٰن، پی ایچ-ڈی ریسرچ سکالر، شعبہ اسلامیات، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

ii محمد فیاض، اسسٹنٹ پروفیسر، انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اینڈ ریلیجیس سٹڈیز، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ

پیدائش کے عمل سے گزرنا)اور سزا کے طور پر کئی شکلیں بدل کر دیگر جانداروں کے جسم میں دوبارہ ظاہر ہونا یا واپس آنا ہے۔تناسخ کے اس عقیدہ کو عربی میں تکرار المولد یا تکرارِ ولادت، تجوالِ روح[2]، سنسکرت میں آواگوان، سمسارہ(Samsara)[3]،جونی چکر، پنر جنم اور انگریزی میں Transgression of Soul اور Reincarnation جیسے ناموں سے بھی جانا جاتا ہے۔

عقیدۂ تناسخِ ارواح: ہندومت کے مذہبی لٹریچر کی روشنی میں

واضح رہے کہ ہندومت کے مذہبی لٹریچر (ویدوں) میں بار بار جنم لینے کے اس عقیدے کے بارے میں کوئی بات نہیں ملتی۔ویدوں کی فلسفیانہ تشریحات "اُپنشدوں" سے قبل تناسخ کا ذکر نہیں ملتا[4]۔البتہ اُپنشد، دیگر لٹریچر اور مفکرین کے افکار میں یہ عقیدہ بہر حال موجود ہے۔

اُپنشد میں سمسارہ(عقیدۂ تناسخ ارواح) کے بارے میں لکھا ہے:

> "اپنے گزشتہ اعمال اور علم کے مطابق بعض ارواح حصولِ جسم کے لیے رحم میں داخل ہوتی ہیں اور بعض ارواح مقیم اشیاء پودوں وغیرہ میں [5]۔"

درج بالا تعریف میں درج ضروری اصطلاحات کی توضیح پیش کی جاتی ہے:

اعمال

گزشتہ اعمال سے مراد ہندومت کا مشہور عقیدہ کرما(Karma) یعنی عمل اور اس کی بنیاد پر جزا وسزا ہے۔ہندوانہ عقیدہ کے مطابق "کرما" ان دونوں قسم کے اعمال کا احاطہ کرتا ہے جس کو ذہن اور جسم انجام دیتا ہے۔یہ در حقیقت عمل در عمل ہے۔اُردو کا مشہور محاورہ ہے "ادلے کا بدلہ" یا "جیسا کروگے ویسا بھروگے" یا "جو بوؤ گے وہ کاٹوگے" لہٰذا ایک کاشت کار آلو بو کر آم کے حصول کی امید نہیں کر سکتا۔اسی طرح ہر ایک اچھی سوچ یا اچھا کام اسی قسم کے عمل کا متقاضی ہوتا ہے جو ہماری آئندہ زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ناقص سوچ اور برے کام ہمیں نقصان سے دوچار کرنے کے لیے واپس آتے ہیں۔اس زندگی میں یا آئندہ زندگی میں [6]۔

علم

اس کو اصطلاحاً دھرما (Dharma) کہتے ہیں جس سے مراد لازمی فرائض یا ذمہ داریاں ہیں۔ اسی میں فرائض کی ہر سطح شامل ہے۔ بحیثیت فرد، بحیثیتِ خاندان، بحیثیتِ طبقہ، بحیثیتِ جماعت، الغرض پوری کائنات کو اچھے کرم کمانے کے لیے اپنی زندگی دھرم کے مطابق گزارنی چاہیے بصورتِ دیگر ہم برے کرم جمع کریں گے۔ دھرم نہ صرف موجودہ بلکہ آئندہ زندگی کو بھی بدل سکتا ہے[7]۔

الغرض سمسارہ میں کرما اور دھرما عقائد کا اچھا خاصا عمل دخل ہے۔ یہ تینوں افکار (سمسارہ، کرما اور دھرما) ہندومت میں مکشا (Moksha) یا نجات کا سبب تصور کیے جاتے ہیں۔

مکشا (Moksha)

مکشا کا مطلب ہے دوبارہ جنم کے تسلسل سے آزادی۔ ہر ایک ہندو کا یہ عقیدہ ہے کہ ایک نہ ایک دن دوبارہ جنم کا تسلسل ختم ہو جائے گا اور ان کو دوبارہ جنم نصیب نہ ہوگا۔ یہ محض اس وقت ممکن ہوگا جب کوئی کرما موجود نہ ہوگا جس کی بنا پر کسی فرد کو نیا جنم بخشا جائے۔ یعنی (وہ شخص) اپنا اچھا یا برا کرما کھو بیٹھتا ہے۔ جونی چکر یا آواگون سے مکتی یعنی نجات کے لیے ہندومت میں تین مشہور طریقے کرم مارگ (راہِ عمل)، جنان یا گیان مارگ (راہِ علم و معرفت) اور بھگتی مارگ (راہِ ریاضت) ہیں[8]۔

اُپنشد میں تناسخ کی سہل تر وضاحت ایک سادہ سی مثال سے ان الفاظ میں کی گئی ہے:

"جس طرح ایک تتلی ایک پھول سے رس چوس کر دوسرے پھول کا رخ کرتی ہے اسی طرح روح اپنے جسم سے نکل کر ایک نئے جنم میں وجود پذیر ہوتی ہے[9]۔"

اُپنشد ہی میں ایک اور مقام پر درج بالا مثال کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

"جس طرح ایک سُنڈی ایک پتے سے دوسرے پتے پر منتقل ہو جاتی ہے، اسی طرح روح بھی ایک جسم سے دوسرے جسم تک منتقل ہو جاتی ہے اور ایک نیا وجود اختیار کر لیتی ہے[10]۔"

بھگوت گیتا (مہابھارت کا منظوم حصہ) میں ہے:

"جیسے ایک شخص پرانے کپڑے اتار کر نئے پہن لیتا ہے اسی طرح روح بھی پرانے اور بے کار مادی اجسام کو چھوڑ کر نئے جسموں میں آجاتی ہے [11]۔"

جدید ہندو تحریک یا آریہ سماج کے بانی دیانند سرسوتی عقیدۂ تناسخ ارواح کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ہندوؤں کے عقیدۂ تناسخِ ارواح کے مطابق روح ہر گناہ کے بدلے میں ایک لاکھ چوراسی ہزار مرتبہ شکلیں بدلتی ہے [12]۔"

داس گپتا عقیدۂ تناسخِ ارواح کی مفصل مگر پیچیدہ وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"اپنشدوں میں تناسخ کی طرف ترقی دو ممیّز مدارج میں ہوتی ہے۔ایک تو دوسرے عالم میں انعام پانے کا ویدک تصوراصولِ تناسخ سے معتمد ہو جاتا ہے۔دوسرا اصولِ تناسخ خود آڑے آکر دوسرے عالم کے بدلے کے تصور کو مغلوب کر دیتا ہے۔پس کہا جاتا ہے کہ جن لوگوں نے خیرات یا عام مجبور کا فائدہ لے کر کام کیے ہیں وہ مرنے کے بعد اپنے آباؤ اجداد کی راہ اختیار کرتے ہیں جس میں یہ ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد روح پہلے دھوئیں میں داخل ہوتی ہے۔پھر اندھیری راتوں سے گزرتی ہوئی چاند تک جا پہنچتی ہے۔اور جب تک اس کے نیک کام باقی رہتے ہیں وہاں مقیم رہتی ہے۔پھر اس کے بعد ہوا، دھواں، بادل، بارش، نباتات، غذا اور تخم سے ہوتی ہے اور پھر انسان کی غذا کی مطابقت سے رحمِ مادر میں داخل ہوتی ہے اور پھر پیدا ہو جاتی ہے۔یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ روح نہ صرف عالمِ قمر میں قیام کرتی ہے بلکہ اس عالم میں دوبارہ پیدا کر دی جاتی ہے۔دوسرا راستہ دیوتاؤں کا ہے۔یہ ان لوگوں کا ہے جو اعتقاد اور ریاضت کی تربیت پاتے ہیں۔یہ روحیں موت کے وقت مختلف مدارج شعلہ، دن، ماہ کا روش، نصف چاند، آفتاب اور بجلی سے ہوتے ہوئے بالآخر برہما میں داخل ہوتی ہیں جہاں سے وہ کبھی واپس نہیں ہوتیں [13]۔"

سریندر ناتھ عقیدۂ تناسخِ ارواح کے بارے میں لکھتے ہیں:

"جب ویدک لوگ مردہ جسم (میت) کو جلتے ہوئے دیکھتے ہیں تو یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ انسان کی آنکھ سورج کے پاس چلی جاتی ہے اور ہوا میں سانس لیتی ہے۔اس کی قوتِ گویائی آگ میں چلی جاتی ہے۔اس کے مختلف اعضاء کائنات میں چلے جاتے ہیں۔انسان کو اس کے اچھے اور برے اعمال کی سزا اس دنیا میں ہی دے دی جاتی ہے اور سزا کے طور پر ارواح کو دنیا میں کسی اور شکل میں

لوٹا دیا جاتا ہے جیسے درخت وغیرہ۔ اور یہ تناسخ یعنی روح کا ادل بدل وقت کے مختصر عرصہ میں کی جاتی ہے[14]۔"

عقیدۂ تناسخِ ارواح کا علمی جائزہ

ذیل میں مختلف جہتوں سے عقیدۂ تناسخِ ارواح کا علمی جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

1. عقیدۂ تناسخ کی ابتداء

عقیدۂ تناسخ کا تذکرہ ویدوں میں کہیں نہیں ملتا۔ اس ضمن میں محمد مظہر الدین صدیقی تحریر کرتے ہیں:

"برہمنا کے عہد میں سب سے زیادہ اہم عقیدہ جو ہندومت میں داخل ہوا، تناسخ کا عقیدہ تھا۔ ویدوں میں یہ عقیدہ کہیں نہیں ملتا۔ اس کے برعکس ان کتابوں میں بقائے شخصی کا عقیدہ نہایت نمایاں حیثیت رکھتا ہے، یعنی مرنے کے بعد انسان کی روح باقی رہتی ہے اور اسے دوبارہ دنیا میں نہیں آنا پڑتا۔ لیکن ست پت برہمنا میں پہلی بار یہ بتایا گیا ہے کہ جو لوگ مذہبی رسوم کو پوری طرح ادا نہیں کرتے انہیں موت کے بعد دنیا میں آنا پڑتا ہے[15]۔"

موصوف ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"ہندو مذہب کا مشترک عقیدہ جو ہندو ذہن پر عام طور سے حاوی ہے تناسخ اور حلول کا نظریہ ہے جس کا ہمہ اوستی فلسفہ سے گہرا تعلق ہے۔ قدیم ویدک عہد میں یہ عقیدہ ناپید تھا۔ اس زمانے میں ہندو اپنی مادی ارضی زندگی کے بارے میں پر امید نقطۂ نظر رکھتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ موت کے بعد زندگی کا یہ سلسلہ دائمی طور پر جاری رہے گا۔ ان کا خیال تھا کہ نیک انسان موت کے بعد بہشت میں داخل ہو جاتے ہیں جہاں انہیں کامل راحت وسکون حاصل ہوتا ہے اور بدکردار اشخاص کو دوزخ کے مصائب بھگتنے پڑتے ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ بعد ہندوؤں کی یہ رجائیت ختم ہو گئی اور کسی نہ کسی وجہ سے یہ عقیدہ (تناسخ) پیدا ہو گیا[16]۔"

حافظ شیخ ابو خالد ابراہیم محمد عبدالمالک المدنی تناسخ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"اس عقیدے کے مطابق روحوں کی تعداد محدود ہے۔ خدا (نعوذ باللہ) نئی روح پیدا نہیں کر سکتا اس وجہ سے ہر روح کو اس کے گناہ کی وجہ سے اواگون کے چکر میں ڈال رکھا ہے[17]۔"

عقیدۂ تناسخِ ارواح ہندومت کا امتیاز اور بنیادی عقائد میں سے ہے جیسا کہ مشہور مسلم سائنس دان اور سیاح ابوریحان البیرونی (متوفی: ۱۰۴۸ء) نے لکھا ہے:

"جس طرح کلمۂ اخلاص (لاالٰہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ) مسلمانوں کے ایمان کا شعار، تثلیث عیسائیوں کی علامت اور سبت منانا یہودیوں کی خصوصیت ہے، اسی طرح تناسخ (کا عقیدہ) ہندو مذہب کا امتیاز ہے۔ جو شخص تناسخ کا قائل نہیں ہے، وہ ہندو نہیں ہے اور اس کا شمار ہندوؤں میں نہیں ہو سکتا[18]۔"

چودھری غلام رسول چیمہ نے "ہندومت کے مقبول و مروجہ عقائد" میں تناسخ کا تذکرہ کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"انسان کے مرنے کے بعد روح کا کیا حشر ہو گا، اس کی تین صورتیں ہیں: جسم کے ساتھ روح بھی ہمیشہ کے لیے فنا ہو جائے، اسے اپنے اعمال کے مطابق سزا و جزا دی جائے اور اسے اپنے اعمال کے مطابق مختلف روپ بدلنا پڑیں۔ پہلا خیال مادیین کا ہے۔ دوسرا یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کا ہے۔ تیسرا ہندوؤں اور بعض دیگر اقوام کا ہے[19]۔"

حافظ محمد شارق[20] عقیدۂ تناسخِ ارواح کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

"یہ وہ واحد عقیدہ ہے جو تمام ہندوؤں میں مشترکہ طور پر مسلم ہے، ہندی زبان میں اسے آواگون کہا جاتا ہے جس کے مطابق اپنے پچھلے اعمال کرم یعنی گناہوں کے باعث بار بار جنم لینا ہے۔ جزا و سزا کے اس تصور کو ہندو "کرم" کہتے ہیں۔ اعمال کی جزا و سزا کے سلسلے میں ہندوؤں کا عقیدہ اسی نظریہ کے گرد گھومتا ہے۔ جس کے مطابق حیوانات، نباتات، معذور، غریب وغیرہ سب اپنے پہلے جنم میں غموں سے آزاد انسان تھے لیکن اپنے برے اعمال کے سبب ان کی روح یہ صورت یہ شکل اختیار کر گئی۔ اور تمام خوشحال انسان اپنے پچھلے جنم میں اچھے کاموں کا ثمر حاصل کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک شخص معذور ہے تو یہ دراصل اس کے پچھلے جنم کے برے اعمال کا نتیجہ ہے۔ اور ایک شخص طاقت ور اور صحت مند ہے تو یہ اس کے اچھے اعمال کا نتیجہ ہے جو اس نے پچھلے جنم میں کیے۔ ہندومت میں نجات (مکتی) پر بہت

اہمیت دی گئی ہے جس کے مطابق خدا انسان کے گناہوں کو معاف نہیں کرتا اور نہ ہی بعد الموت اس کی روح کو گناہوں سے پاک کر سکتا ہے۔ اور چونکہ انسان کی روح اسی سے نکلی ہے اسی لیے انسانی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ اس کی روح خدا میں ضم ہو جائے۔ لیکن روح تب تک ضم نہیں ہوتی جب تک کہ وہ گناہوں سے پاک نہ ہو۔ لہٰذا پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے روح کو تب تک جنم لینا ہوتا ہے جب تک کہ روح اپنے اعمال کا صلہ مختلف صورتوں میں بھگت کر پاک نہ ہو جائے اور بار بار پیدائش کے چکر سے نجات نہ پالے۔ جب یہ روح مکمل طور پر پاک ہو جاتی ہے تو پھر یہ بھگوان میں جا ملتی ہے[21]۔"

پروفیسر مولانا محمد یوسف خان[22] عقیدۂ تناسخِ ارواح کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"ہندو مذہب کے عقائد اور نظریات میں یکسانیت اور توازن نہ ہونے کے باوجود "تناسخ وحلول" کا عقیدہ ایسا ہے جو تمام ہندوؤں میں مشترکہ طور پر مسلم ہے۔ ہندی زبان میں اسے آوا گون کہا جاتا ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ ہندوؤں کی قدیم ویدوں میں "آوا گون" کا عقیدہ موجود نہیں اور قدیم زمانے میں ہندو اپنی مادی زندگی کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے تھے (جو کہ دراصل آریاؤں کا عقیدہ تھا) کہ موت کے بعد دنیاوی زندگی ختم ہو کر زندگی کا ایک دوسرا سلسلہ دائمی طور پر جاری رہے گا اور ان کا خیال یہ تھا کہ اگر انسان نیک ہو تو موت کے بعد وہ جنت میں داخل ہو گا اور اگر گناہ گار تو اسے دوزخ کے مصائب بھگتنا پڑیں۔ لیکن بعد میں آہستہ آہستہ اس عقیدے کو "ہمہ اوستی" نظریے نے تناسخ یا آوا گون میں تبدیل کر دیا[23]۔"

2. عقیدۂ تناسخِ ارواح کے نفسیاتی اثرات کا جائزہ

الف: عقیدۂ تناسخ ہندوؤں میں ذہنی پستگی، مایوسانہ افسردگی اور تقدیر پرستی کے روگ کا سبب بنتا ہے۔ محمد مظہر الدین صدیقی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"(ہندوؤں میں) کسی نہ کسی وجہ سے یہ عقیدہ پیدا ہو گیا کہ موت کے بعد ایک نئی ارضی زندگی کا آغاز ہوتا ہے جس میں انسان کو اپنے گزشتہ جنم کے اعمال کا نتیجہ بھگتنا پڑتا ہے اور یہ سلسلہ تاابد جاری رہتا ہے۔ اس عقیدے نے ہندو ذہن کو ہمیشہ کے لیے پست کر دیا۔ اس پر ایک مایوسانہ افسردگی طاری ہو گئی۔ نیز اس عقیدے سے تقدیر پرستی کا روگ بھی پیدا ہوا کیوں کہ انسان کی قیمت اس کے گزشتہ جنم کے اعمال سے متعین ہو جاتی ہے اور اس کی اپنی کوشش سے نہیں بدل سکتی۔ یہ تصور انسان کے لیے کتنا ہیبت ناک ہو گا کہ اس کو آدمیوں اور جانوروں اور پودوں کی شکل میں ہر بار ایک نیا جنم لینا ہو گا اور وہ کتنے ہی نیک اعمال کرے لیکن اس دنیا کے بکھیڑوں

اور مصیبتوں سے اس کی نجات کا کوئی امکان نہیں۔ یہاں تک کہ دیوتاؤں کو بھی اپنے نئے جنم میں زندگی کے پست تر مدارج سے گزرنا پڑے گا[24]۔"

ب: عقیدۂ تناسخِ ارواح کو صحت مندی اور معذوری کا سبب بھی قرار دیا جاتا ہے۔

عقیدۂ تناسخِ ارواح یا آواگون مختلف افراد کے درمیان مختلف امتیازات کی توجیہہ بھی پیش کرتا ہے۔ تقابلِ ادیان کے مایہ ناز عالمی سکالر "محمد عبدالکریم" المعروف بہ ڈاکٹر ذاکر نائک اس حوالے سے بیان کرتے ہیں:

"اس نظریے کے مطابق ایک انسان اور دوسرے انسان میں جو فرق پایا جاتا ہے حتیٰ کہ پیدائشی فرق مثلاً ایک بچہ صحت مند پیدا ہوتا ہے اور ایک بچہ معذور یا اندھا (اسی طرح ایک بچہ امیر گھرانے میں جب کہ دوسرا غریب گھرانے میں) پیدا ہوتا ہے تو ایسا اپنے کرما کی بنا پر ہوتا ہے۔ یعنی ان اعمال کی بنا پر ہوتا ہے جو اس نے گزشتہ جنم میں سرانجام دیے ہوتے ہیں۔ چونکہ تمام تر اعمال اس زندگی میں بار آور نہیں ہو سکتے۔ اس زندگی میں ان کا پھل نہیں مل سکتا لہٰذا ایک اور جنم کی ضرورت در پیش ہوتی ہے[25]۔"

ج: عقیدۂ تناسخ کی رُو سے ہندوؤں کا مقصودِ حیات فقط جملہ خطرات و آلام سے نجات ہے۔

تناسخ کا عقیدہ ہندوؤں میں دنیا و مافیہا کو اپنے اوپر ایک بوجھ سمجھتا ہے جس سے اس کے اندر قنوطیت اور بے عملی پیدا ہوتی ہے جیسا کہ محمد مظہر الدین صدیقی نے لکھا ہے:

"تناسخ کے عقیدے کے باعث ہندو ذہن جسمانی زندگی سے گھبراتا اور حسیات و تجرباتِ زندگی سے گریز کرتا ہے۔ اس کا مقصودِ حیات یہ ہے کہ وہ تمام خطرات اور آلام سے نجات حاصل کرے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ جنت کے سکون کو بھی پُر خطر سمجھتا ہے کیوں کہ جنتی انسان بھی روحانی حیثیت سے تنزل میں مبتلا ہو سکتے ہیں جیسے کہ ابلیس کے واقعے سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس لیے وہ ایک ایسے عالم کا متلاشی ہے جہاں رنج و راحت اور مسرت و الم کے امکانات بالکل ناپید ہوں اور انسان ایک ابدی بے خواب نیند میں سو جائے۔ اس فلسفۂ زندگی نے ہندو قوم میں بے عملی پیدا کر کے اس کے اندر جدوجہد اور کشمکشِ حیات کی قابلیت فنا کر دی[26]۔"

د: ہندومت میں براہما یا آتمن کی معرفت ہی ابدی زندگی عطا کرتی ہے۔

احمد عبداللہ اس بارے میں لکھتے ہیں:

"(ہندومت میں)کائنات کی ہر ہستی اور روح کا آخری مقصد پرآتما یا برہما[27] سے مل جانا قرار دیا گیا جب برہمانے کسی ہستی کو تخلیق کر دیا تو پھر یہ اس ہستی کے اعمال پر منحصر ہے کہ اس کی روح پرآتما سے جلد مل جائے یا مختلف جنم لینے کے بعد ملے۔اعمال اگر اچھے ہوں تو روح آئندہ جنم میں بہتر قالب میں ظہور میں آئے گی لیکن اگر اعمال خراب ہیں تو آئندہ جنم میں روح کو بھی خراب قالب دیا جائے گا۔اس طرح آگون یا تناسخ الارواح (Re-Incarnation of the Soul) کے عقیدے کو ماننا لازمی قرار دیا گیا۔ برہما سے سب سے زیادہ قریبی تعلق جن روحوں کا ہے وہ برہمنوں کی روحیں ہیں۔ برہمن کی روح زندگی کے چکر (Wheel of life) میں سب سے اونچے مقام پر اور شودر کی روح سب سے نیچے مقام پر۔ شودر اپنے گناہوں کی سزا دوسرے جنموں میں بھگت رہے ہیں اور برہمن اگلے جنم میں پرآتما سے ملنے والے ہیں۔ ویش اور کھشتری، برہمنوں اور شودروں کے درمیان ہیں اور انہیں پرآتما پہنچنے کے لیے زندگی کے کئی چکر کرنے ہیں۔گناہوں سے معافی مانگنے اور زندگی کے ان چکروں سے جلد چھٹکارا حاصل حاصل کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ دیوتاؤں پر قربانی چڑھائیں۔ منتر پڑھے جائیں اور مندروں اور برہمنوں کی خدمت کی جائے[28]۔"

عماد الحسن آزاد فاروقی[29] اس حوالے سے تحریر کرتے ہیں:

"اُپنشد میں اس بات پر کافی زور دیا گیا ہے کہ اس واحد حقیقت یعنی برہمن یا آتمن کی معرفت انسان کو ابدی زندگی عطا کرتی ہے جو ہر طرح کے غموں اور پابندیوں سے آزاد ہوتی ہے۔اس معرفت کو آواگون کے چکر سے نجات دلانے والا بھی کہا گیا ہے[30]۔"

اُپنشد میں یہ وضاحت ان الفاظ میں کی گئی ہے:

"اگر کوئی اُس کو (برہمن یا آتمن کو) اسی زندگی میں جسم کی مفارقت سے پہلے جان لیتا ہے تو وہ تمام بندشوں سے آزاد ہو جاتا ہے، اور اگر نہیں، تو وہ دوبارہ نئی دنیاؤں اور نئی مخلوقات میں پیدا ہوتا اور مرتا ہے[31]۔"

"البیرونی" نے بھی تناسخِ ارواح کی مندرجہ بالا حقیقت فلسفیانہ انداز میں مفصل طور پر ان الفاظ میں بیان کی ہے:

"روحوں کا یہ آواگون ادنیٰ درجے سے اعلیٰ درجے کی طرف ہوتا ہے، اس کے برعکس نہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اعلیٰ میں ادنیٰ اور اعلیٰ دونوں شامل رہتے ہیں۔اعلیٰ اور ادنیٰ مدارج کا اختلاف ،افعال کا اختلاف اور فرق کا نتیجہ ہوتا ہے۔اور اس کا انحصار ان کے مزاج اور اجزائے ترکیبی کی

کمیت اور کیفیت کے مقدار کے فرق پر ہے۔ آواگون کا یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب کہ روح اور مادہ دونوں پوری طرح اپنا مقصود حاصل نہیں کر لیتے۔ ادنیٰ یعنی مادے کے معاملے میں مقصد کا حصول یہ ہے کہ مادے میں جو صورت ہے وہ فنا ہو جائے اور صرف وہی تمثل یا تشکل باقی رہے جو پسندیدہ ہے۔ اعلیٰ کے معاملے میں یہ مقصود اس طرح حاصل ہوتا ہے کہ روح کو وہ باتیں جاننے کا، جن کو وہ نہیں جانتی، شوق باقی نہیں رہتا کیوں کہ اب اسے اپنی ذاتی شرافت اور اپنے الگ وجود کا یقین ہو چکا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مادے کی کم سوادی اور اس کی صورتوں کی ناپائیداری کا احساس ہو جانے کی وجہ سے یہ مادے سے بھی بے نیاز ہوتا ہے اور اس کی کھوکھلی اور بے حقیقت لذتوں سے بھی۔ اس کے بعد روح مادے سے منہ موڑ لیتی ہے، ان کے درمیانی رابطے ٹوٹ جاتے ہیں اور ان کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔ ان کے درمیان جدائی ہو جاتی ہے اور روح اپنے ساتھ علم کی مسرت لیے اپنے منبع کی طرف واپس آ جاتی ہے۔ جس طرح تل کے دانے کے خواص اس سے نکلنے والے تیل میں سرایت کر جاتے ہیں اور اس سے جدا نہیں ہوتے اسی طرح عاقل، عقل اور معقول باہم متحد ہو کر ایک جان ہو جاتے ہیں[32]۔"

مذکورہ بالا اقتباسات کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ تناسخ یا آواگون کا عمل اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک روح ہندوؤں کے خالق اور تریمورتی کے پہلے دیوتا برہما میں مدغم نہیں ہو جاتی۔ ہندوانہ عقیدے کے مطابق جب روح برہما میں مل جاتی ہے تو تناسخ، سمسارہ یا آواگون کا چکر اختتام پذیر ہوتا ہے۔

ھ: آریائی مذاہب میں قربانی کی نفی کا ایک سبب عقیدۂ تناسخ ارواح بھی بتایا جاتا ہے۔

محمد مظہر الدین صدیقی اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"بدھ مت اور جین مت اور بعد کے دوسرے ہندو فرقوں میں قربانی سے تنفر کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ یہ کرما یا تناسخ کے عقیدے کا نتیجہ ہے۔ کیوں کہ انسان کے لیے یہ تصور نہایت ہیبت ناک ہے کہ وہ اپنے باپ و دادا یا رشتہ داروں کو ذبح کرتا ہے۔ تناسخ کے عقیدے کی رُو سے انسان کے آباواجداد اور رشتہ دار جانوروں کی شکل میں دوبارہ جنم لے سکتے ہیں[33]۔"

تاہم وہ درج بالا تصور کی صحت سے عدم اتفاق کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

"لیکن یہ خیال اس وجہ سے صحیح معلوم نہیں ہوتا کہ اس عقیدے کے نمودار ہونے کے بہت عرصہ بعد تک جانوروں کی قربانی کا سلسلہ جاری رہا[34]۔"

3. ہندو سماج پر عقیدۂ تناسخِ ارواح کے اثرات کا جائزہ

حقیقت یہ ہے کہ عقیدۂ تناسخ ذاتوں کی تقسیم کے بعد ان کی اونچی ذات برہمن نے گھڑ لیا تھا چنانچہ سید حسن ریاض لکھتے ہیں:

"ہندوستان میں آکر آریوں کو سب سے پہلے یہ فکر ہوئی کہ اپنی گوری نسل کی حفاظت کریں۔اس کے لیے انہوں نے چار ذاتیں قائم کیں: برہمن، چھتری (کھشتری)، ویش اور شودر اور اس کو پکی مذہبی بات بنا دیا۔ برہمن کا کام لکھنا پڑھنا، پوجا پاٹ اور مذہبی رسمیں ادا کرنا۔ کھشتری کا کام لڑنا بھڑنا اور انتظام کرنا۔ ویش کا کام کھیتی باڑی اور بنج بیوپار۔ شودر کا کام سب کی خدمت کرنا۔ سب کے پاس کام بہت، برہمن کے پاس کچھ نہیں۔ برہمن گیان دھیان میں لگ گیا۔اس نے آواگون کا چکر نکالا۔ چاروں وید جواب تک اس بس یاد میں تھے جمع کیے۔ان کے نام یہ ہیں رگ وید، یجر وید، سام وید، اتھر وید۔ پھر ارنیکا لکھی، اوپے نشد لکھی، کئی سمرتیاں لکھیں اور رامائن، مہابھارت، بھگوت گیتا، پران اور تانتر وغیرہ[35]۔"

ہندوؤں کے ذات پات کے نظام میں پہلی تین ذاتوں برہمن، کھشتری اور ویش کو صرف دو جنمی (Twice Born) کہا جاتا ہے۔ جب کہ نچلی ذاتوں شودر اور جٹ کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ ان کی تناسخ کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ ہندوانہ اونچی ذاتوں کا کرما نچلی ذاتوں سے بہتر اور تیز تصور کیا جاتا ہے۔ یہ تناسخ کا عقیدہ ہی ہے جو ہندوانہ نظامِ ذات پات کا سبب بنا ہے، احمد عبداللہ اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"آواگون یا تناسخِ ارواح کے نظریہ نے ہندو معاشرہ میں ذات پات کی بندشوں کو لازمی قرار دیا۔ پہلے تو ذات پات کی تقسیم پیشوں کے اعتبار سے تھی۔اب مذہبی ضرورت کی بناء پر یہ تقسیم ناگزیر سمجھی گئی۔ سب سے اعلیٰ طبقے میں برہمن شمار کئے گئے جو مذہب اور تعلیم کے اجارہ دار تھے۔ان کے بعد کھشتری تھے جو حکومت کرنے اور جنگوں میں حصہ لینے کی صلاحیت رکھتے تھے لیکن جنہیں اپنے اعمال سے اگلے جنم میں برہمن بننا تھا۔ان کے بعد ویش قرار دیے گئے جو زراعت، تجارت اور صنعت و حرفت کے پیشوں کو اختیار کئے ہوئے تھے۔ ویش کے بعد شودر جو انسانی زندگی کے چکر میں سب سے کم تر مقام پر ہیں اور جن کی حیثیت غلاموں سے بدتر ہے[36]۔"

لہٰذا معلوم ہوتا ہے کہ عقیدہ تناسخِ ارواح اور ہندوانہ نظامِ ذات پات کا آپس میں گہرا ربط وضبط ہے۔

4. عقیدہ تناسخِ ارواح کا اسلامی تعلیمات سے تقابلی جائزہ

تناسخ کا عقیدہ دینِ اسلام کے مبنی بر اعتدال تعلیمات سے یکسر متصادم ہے۔ دینِ اسلام کی رو سے دنیا کی زندگی ہی ہمارا پہلا اور آخری امتحان ہے۔ اس میں تناسخ کا کوئی تصور نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لاَ يَذُوقُونَ فِيهَا ٱلْمَوْتَ إِلاَّ ٱلْمَوْتَةَ ٱلأُولَىٰ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ ٱلْجَحِيمِ[37] "(اور) پہلی دفعہ مرنے کے سوا (کہ مر چکے تھے) موت کا مزا نہیں چکھیں گے اور اللہ ان کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے گا۔"

ہندومت میں فلسفہ کرم کے تحت انسان کسی بھی جاندار حتیٰ کہ کیڑے مکوڑے کی صورت میں بھی پیدا ہوتا رہے گا جب کہ دینِ اسلام میں ایسا کوئی مافوق العقل اور مضحکہ خیز تصور نہیں ملتا۔ انسان کو اللہ کریم نے اشرف المخلوقات کا اعزاز (Honour) دیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِى آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِى ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ ٱلطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلاً[38] "اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ان کو جنگل اور دریا میں سواری دی اور پاکیزہ روزی عطا کی اور اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی۔"

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشادِ الٰہی ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا ٱلإِنسَانَ فِيۤ أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ[39] "بے شک ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے۔"

قرآنی تعلیمات کے مطابق یہ دنیا دارالامتحان اور ایک آزمائش گاہ ہے۔ صحت مندی یا معذوری اور امیری یا غریبی کی صورت میں پیدا ہونا دراصل ایک ابتلاء ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلْمَوْتَ وَٱلْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً وَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْغَفُورُ[40]

"اسی نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے اور وہ زبردست اور بخشنے والا ہے۔"

اسی طرح کامیابی وناکامی کا فیصلہ بھی اسی آزمائش کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَٱعْلَمُوۤاْ أَنَّمَآ أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلاَدُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ ٱللَّهَ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ[41] "اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے۔ اور یہ کہ خدا کے پاس (نیکیوں) کا بڑا ثواب ہے۔"

تناسخ کے برعکس عقیدۂ حیات بعد الموت دینِ اسلام کے اساسی عقائد میں سے ہے جس کا تذکرہ قرآن وحدیث میں سینکڑوں مقامات پر آیا ہے اور جس کے بارے میں ذرا سا شک وشبہ یا ابہام کی کوئی گنجائش نہیں، اس حوالے سے مختلف مقامات پر ارشاداتِ باری تعالیٰ وارد ہیں، بطورِ نمونہ چند آیات ذکر کی جاتی ہیں:

وَبِٱلآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ[42] "اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔"

لَهُمْ فِى ٱلدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِى ٱلآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ[43] "ان کے لئے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی بڑا عذاب ہے۔"

فَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَآ آتِنَا فِى ٱلدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِى ٱلآخِرَةِ مِنْ خَلاَقٍ وِمِنْهُمْ مَّن يَقُولُ رَبَّنَآ آتِنَا فِى ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِى ٱلآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ ٱلنَّارِ أُولَـٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُواْ وَٱللَّهُ سَرِيعُ ٱلْحِسَابِ[44] "بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں دے۔ایسے لوگوں کا آخرت میں بھی کوئی حصہ نہیں۔اور بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور عذاب جہنم سے نجات دے۔"

خلاصۂ بحث

ہندوؤں کے لیے موت آخری (Final) مرحلہ نہیں ہے بلکہ وہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ کئی بار کسی بھی شکل میں دوبارہ پیدا ہوں گے اس چکر کو آسانی کے لیے یوں پیش کیا جاسکتا ہے:

(Life→ Death → Re-Birth)

تناسخ کا یہ اذیت ناک اور ذلت آمیز نظریہ دراصل خود ساختہ اور ضعیف الاعتقادی ہے جس کے ہندو معاشرے پر کئی ایک مذہبی، نفسیاتی اور دیگر اثرات مرتب ہوئے ہیں۔اصل ویدوں میں اس عقیدے کا کوئی وجود نہیں ہے، یہ بعد کی اختراع ہے، کہا جاتا ہے کہ ہندوؤں کی اونچی ذات برہمن نے اپنی اعلیٰ حیثیت اور برتری برقرار رکھنے کے لیے اسے گھڑ لیا ہے۔ قنوطیت اور عدم مساوات پر مبنی یہ عقیدہ موجودہ ہندوؤں کا مشترک عقیدہ ہے۔دینِ اسلام دراصل ایک

کامل، آفاقی، دائمی اور ربِّ کائنات کا پسندیدہ دین ہے۔اس کی تعلیمات انتہائی متوازن اور انسانی نفسیات کے عین موافق ہیں جس میں تناسخ جیسے خود ساختہ، بے بنیاد، متضاد اور امتیازی عقیدہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

حواشی و حوالہ جات

1 **محاضرات فی الادیان والفرق یعنی مکالمہ بین المذاہب**، مولانا ولی خان المظفر: ۱۵۳، مکتبہ فاروقیہ، شاہ فیصل ٹاؤن، کراچی، ۲۰۰۷ء

2 تناسخ ارواح پر بعض اوقات تکرار المولد یعنی بار بار پیدائش یا تجوالِ روح یعنی روح کے گھومنے پھرنے کا اطلاق بھی کیا جاتا ہے اور وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ روح اپنے نئے جسم میں وہ سب باتیں بھول جاتی ہیں جو پچھلے جسم میں اسے پیش آئی تھیں[**اقوام عالم کے ادیان مذاہب**، عبدالقادر شیبۃ الحمد، مترجم: ابوعبداللہ محمد شعیب: ۸۶، مسلم پبلی کیشنز، گوجرانوالہ، ۲۰۰۷ء]

3 ہندومت پیدائش کے ایک تسلسل پر یقین رکھتا ہے یعنی موت اور نیا جنم، جس کو سمسارہ (Wheel of Re-Birth) کہا جاتا ہے۔ سمسارہ از سرِ نو تجسیم (یعنی نیا جسم حاصل کرنے) کا یا روح کے تناسخ (روح کا دوسرے قالب میں ڈھلنے) کا نظریہ کہلاتا ہے اور یہ ہندومت کا بنیادی عقیدہ ہے۔[**اسلام اور ہندومت** (ایک تقابلی مطالعہ)، ڈاکٹر ذاکر نائیک، مترجم: محمد زاہد ملک: ۵۶ (تلخیصاً)، زبیر پبلشرز، اردو بازار، لاہور]

4 **مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ**، چودھری غلام رسول ایم-اے: ۱۹۱، نگارشات، علمی کتب خانہ اردو بازار، لاہور، ۱۹۸۸ء

5 کٹھ اُپنشد، ۵-۷

6 **اسلام اور ہندومت** (ایک تقابلی مطالعہ): ۵۷

7 **اسلام اور ہندومت**، ڈاکٹر ذاکر نائیک، مترجم: سید امتیاز احمد: ۷۶-۷۷، دار النوادر، اردو بازار، لاہور

8 حوالہ سابق: ۵۸

9 اُپنشد، حصہ: ۴

10 **برہدرنائکا اپنشد**، حصہ: ۴، باب: ۴

11 بھگود گیتا، باب: ۲، نمبر: ۲۲ بحوالہ **اسلام اور ہندومت**، ڈاکٹر ذاکر نائیک، مترجم: سید امتیاز احمد: ۷٦، دار النوادر، اردو بازار، لاہور

12 ستیارتھ پرکاش، دیانند سرسوتی: ۳۸

13 **تاریخ ہندی فلسفہ** (اُردو ترجمہ)، داس گپتا ۷۵: ۱

A History of Indian Philosophy, Surendranath, Vol:I, pp:53, London, 1953 14

15 **اسلام اور مذاہبِ عالم** (تقابلی مطالعہ)، محمد مظہر الدین صدیقی: ۱۱، کتابیات ڈاٹ بلاگ سپاٹ ڈاٹ کام (پی ڈی ایف ورژن)

16 نفسِ مصدر: ۲

17 **تقابل ادیان**، حافظ شیخ ابو خالد ابراہیم محمد عبد المالک المدنی: ۱۰۷، الرحمہ ایجوکیشن سوسائٹی کراچی، سنِ اشاعت ندارد

18 **کتاب الہند**، البیرونی، ابوریحان البیرونی، مترجم: سید اصغر علی: ۵۳، الفیصل ناشران کتب، اردو بازار، لاہور، نومبر ۲۰۰۵ء

19 **مذاہب عالم** کا تقابلی مطالعہ: ۱۹۰

20 حافظ محمد شارق "**اسلام اور مذاہبِ عالم**" نامی کتاب کے مؤلف اور انٹرنیٹ پر دینی علوم کے شائقین کے لیے ایک منفرد اور اختراعی "علوم اسلامیہ پروگرام (http://www.islamic-studies.info)" کے ٹیم ممبر ہیں۔

21 **اسلام اور مذاہب عالم**، حافظ محمد شارق، ماڈیول ۱۵۳: ۱، علوم اسلامیہ پروگرام (www.islamic-studies.info)

22 اُستاذ الحدیث، جامعہ اشرفیہ، لاہور [**تقابل ادیان**، مولانا پروفیسر محمد یوسف خان، ص: سرِورق، بیت العلوم، پرانی انارکلی، لاہور]

23 **تقابل ادیان**، مولانا پروفیسر محمد یوسف خان: ۴۷، بیت العلوم، پرانی انارکلی، لاہور، سنِ اشاعت نامعلوم

24 **اسلام اور مذاہبِ عالم** (تقابلی مطالعہ): ۲

25 **اسلام اور ہندومت** (ایک تقابلی مطالعہ): ۵٦ (تلخیصاً)

26 حوالہ سابق: ۴

27 ہندو خدا کی وحدت کو تین مظاہر یا دیوتاؤں میں منقسم کرکے اس طرح مشخص مانتے ہیں جن میں برہما کو خالق یعنی کائنات کا پیدا کرنے والا (Creator)، وشنو کو رب یعنی پرورش کرنے والا

(Sustainer/Operator /Preserver) جب کہ شیو کو موت دینے والا دیوتا (Destroyer /Dissolver) سمجھا جاتا ہے۔ تین دیوتاؤں پر یہ اعتقاد ہندوانہ تریموِرتی کہلاتا ہے۔

28 **مذاہب عالم**، احمد عبداللہ: ۲۵۱، مکی دارالکتب، چوک اے-جی آفس، لاہور، جنوری ۲۰۰۲ء

29 ٹمپل یونیورسٹی (فلاڈلفیا) کے شعبۂ مذہب سے کے فاضل تھے۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ، بھارت سے وابستگی رہی۔

30 **دنیا کے بڑے مذاہب**، عماد الحسن آزاد فاروقی: ۳۱، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی، بارِ اوّل: دسمبر ۱۹۸۶ء

31 **دی اُپنشدز** (کاتھا اُپنشد)، جان مسکارو: ۶۵، مڈل سکس، ۱۹۶۵ء

32 **کتاب الہند**: البیرونی کا سفر نامۂ ہندوستان (اردو ترجمہ): ۳۲، بک ٹاک، میاں چیمبرز، ٹمپل روڈ، لاہور، ۲۰۱۱ء

33 اسلام اور مذاہبِ عالم (تقابلی مطالعہ): ۱۱

34 نفسِ مصدر

35 **دنیا کے عظیم مذاہب**، سید حسن ریاض: ۵-۶، ۳۳، پاکستان کمیٹی کانگریس فار کلچرل فریڈم، اگست ۱۹۵۹ء

36 مذاہب عالم، ص: ۲۵۱

37 سورۃ الدخان ۴۴: ۵۶

38 سورۃ الاسریٰ ۱۷: ۷۰

39 سورۃ التین ۹۵: ۴

40 سورۃ الملک ۶۷: ۲

41 سورۃ الانفال ۸: ۲۸

42 سورۃ البقرۃ ۲: ۴

43 سورۃ البقرۃ ۲: ۱۱۴

44 سورۃ البقرۃ ۲: ۲۰۱-۲۰۳